کوتاہ آستینان فقاہت کی درازدستیاں

احباب دیوبند کی کرم فرمائیاں اہلحدیث پر

مسئلہ رفع الیدین

امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ نے اپنی معرکہ الاراء تصنیف "تذکرہ" میں ہمارے دوستوں کے طرز عمل کی کیا خوب منظرکشی کی ہے۔ اسی طرح کتب فقہ واقعات و فتاوی و حوادث کی بے شمار تفریعات و محدثات فقہیہ ہیں جن سے قدماء و ائمہ کو کوئی تعلق نہیں، مگر بے تکان لکھ دیا جاتا ہے کہ وکذا عند ابی حنیفہ وکذا عند فلاں: اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی قرارداده اصل کی بناپر یہ تفریع ہے اور فلاں اصل جو ہم نے ان کی ٹھہرالی ہے، اس کی بنا پر یہ جزئیہ متفرع ہوتا ہے حالانکہ تفریع ان کی ساختہ پرداختہ ہے اور امام کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہی تخریج در تخریج و قیاس در قیاس، استنباطات رائیہ چند در چند، کتاب وسنت کی مصیبت عظمیٰ و رزیہ الکبری ہے جس کی وجہ سے قرنا بعد قرن و نسلا بعد نسل سخت و شدید غلطیاں بلکہ گمراہیاں واقع ہوتی رہیں، اور کارخانہ شرع میں فساد عظیم رونما ہوا۔ ازاں جملہ یہ کہ ناواقف " عند ابی حنیفہ " دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ فرع امام ابو حنیفہ کا بعینہ مذہب ہے۔ جب مسئلہ عشر فی العشر اور تحریم اشارہ فی التشہد و کراہت رفع الیدین عند الرکوع، و کراہت آمین بالجہر، و اقتداء خلف مخالف، وعدم وجوب طمانیت، ووجوب لزوم و تعین وغیرہا کی نسبت صاف دیکھ رہے ہیں کہ صریح تصریحات کتب اصول و موطا و جامع وغیرہ کے خلاف لکھا جارہا ہے حتی کہ بعض کوتاہ آستینان فقاہت کے درازدستیاں یہاں تک

بڑھیں کہ رفع الیدین عند الرکوع اور اشارہ فی التشہد کو فعل کثیر کہتے ہوئے بھی نہ شرمائے تو
پھر اور باتوں کے لئے ان کا ہاتھ پکڑنے والا کون تھا؟

درازدستی این کوتاہ آستیناں بین!

اور یہ تو فروعات کا حال ہے لیکن کاش معاملہ اس سے آگے نہ بڑھتا' اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جوں جوں نصوص سنت کے ساتھ معارضات بڑھتے گئے اور بحث و مناظرہ کا میدان وسیع ہوتا گیا' ساتھ ساتھ نئے نئے اصول و قواعد بھی بنتے گئے کہ اگر قاعدہ بن گیا تو ایک ہی ڈھال پر سارے وار روک لئے جائیں گے ' حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ و صاحبین رحمہم اللہ کو ان اختراعی اصول و قواعد کا وہم و خیال بھی نہ گذرا ہو گا۔ بلکہ ان کی تصریحات بینہ ان کے خلاف موجود ہیں' یہ جو مسلمہ قواعد ٹھہرا لئے گئے ہیں کہ:

الخاص بین فلا یلحقہ البیان (تاکہ اس سے نماز میں فرضیت فاتحہ کو روکا جاسکے) والزیادہ علی الکتاب نسخ الایہ ناسخہ او حدیث مشہور خاص (یہ وہ قواعد ہیں جنہیں صحیح احادیث کے ٹھکرانے کے لئے گھڑ لیا گیا ہے ' تو ان میں سے کون سا قاعدہ ہے جو حضرت امام ابوحنیفہؒ یا صاحبین کا ٹھہرایا ہوا ہے ؟ لیکن اب یہ سب کچھ انہی کی جانب منسوب ہے اور ہزاروں مدعیان تفقہ و علم ' و مشغولین درس و تدریس منار و ہدایت ہیں جن کو اس کی خبر بھی نہیں ' حتی کہ بعض دانشمندوں نے تو ایک قاعدہ بنا کر سارے جھگڑے چکا دئے : اذا کان فی المسئلہ قول لابی حنیفہ وصاحبیہ وحدیث یحکمون بصحتہ وجب اتباعہ قولھم دون الحدیث لانا لا نظن بابی حنیفہ و صاحبیہ انھم عارضوا الحدیث مع صحتہ و صحہ الاستنباط منہ : یعنی اگر کسی مسئلہ میں حدیث صحیح ایک طرف ہو اور دوسری طرف اس کے خلاف امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہو تو واجب ہے کہ حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور قول امام ہی کی پیروی کی جائے کیونکہ آخر تو کوئی بات تو ہوگی جس کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا؟

تو کیا قاعدہ بھی اس وجود گرامی کا قرار دادہ ہو سکتا ہے جس نے اپنی ساری عمر مقدس اس صدائے حق کے اعلان و تکرار میں بسر کردی کہ : اترکوا قولی لخبر الرسول : (میری بات کو رسول مقبول کی بات کے مقابلے میں ترک کردو) اور کیا اس طرح کے قواعد کا ان لوگوں کو گمان بھی گذر سکتا تھا جن کا عقیدہ یہ تھا کہ : اذا صح الحدیث فھو مذہبی اور : فاضربوا بقولی الحائط (جب صحیح حدیث آجائے تو وہ میرا مذہب ہے' اور میرا قول اس کے مقابلہ میں دیوار پر دے مارو)

فاین الثریا واین الثری

واین معاویہ من علی ؟

یہی وجہ ہے کہ محققین اہل سنت و ائمہ سلفیہ اس پر متفق ہوئے کہ تمام ائمہ سلف کا دامن علم و عمل بدعت سے پاک ہے اور جتنی باتیں ان کی نسبت کہی جاتی ہیں یا تو ان کی بنا یہ ہے کہ ان ائمہ کی کسی اصل کو لے کر اس پر خود غلط در غلط و ظلمت بعضھا فوق بعض۔ متاخرین نے تفریعات کی ہیں اور پابندگان الہی کو گمراہ کرنے کے لئے از راہ مکر و تلبیس اپنی حیلہ تراشیوں کو ان کی جانب منسوب کر دیا ہے۔

جب یہ بندگان نفس خدا کو دھوکا دینے سے باز نہیں آتے کہ یہی حقیقت بدعت حیل کی ہے تو ظاہر ہے کہ انسانوں کو دھوکا دینے اور ان پر افتراء کرنے میں ان کو کیا باک ہو سکتا ہے (تذکرہ ابوالکلام آزاد)

بعینہ مولانا عثمانی کا یہی عالم ہے جس کا نقشہ مولانا آزاد نے مندرجہ بالا سطور میں کھینچا ہے کہ وہ رفع الیدین کو فعل کثیر ظاہر کر کے اس کے کرنے کو قرآن حکیم کی آیت : وقوموا للہ قانتین اور آیت والذین ھم فی صلاتھم خاشعون کے مخالف بتلاتے ہیں اور اس وقت ان کے دل میں رب العزت والجلال کا ذرا سا ڈر اور خوف بھی باقی نہیں رہتا کہ کس طرح وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کی پائمالی کی خاطر کلام باری کو خود ساختہ معنی دے رہے ہیں اور صرف

قول امام کی خاطر جسکی صحت نسبت بھی یقینی نہیں قرآن کو من مانا مفہوم عطا کر رہے ہیں۔ مولانا آزاد کے ان الفاظ کو ذرا دوبارہ ملاحظہ فرمایئے: جب یہ بندگان نفس خدا کو دھوکا دینے سے باز نہیں آتے تو ظاہر ہے کہ انسانوں کو دھوکہ دینے اور ان پر افترا کرنے میں ان کو کیا باک ہو سکتا ہے؟

یا من تقاعد عن مکارم خلقه

لیس التفاخر بالعلوم الفاخره

من لم یهذب علمه اخلاقه

لن ینتفع بعلومه فی الاخره

وگرنہ رفع یدین کے بارہ میں اس قدر احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ شاید ہی کسی دوسرے مسئلہ میں ہوں' اور یہ ممکن ہی نہیں کہ خاتم النبیین ؐ جن کی عصمت و حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے کا کوئی ادنیٰ اور معمولی سا فعل بھی فرمان باری کے خلاف ہو' جب کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث صحاح و سنن وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔ فاروق اعظم کے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوہ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع (اخرجہ الستہ و مالک و محمد و الدارمی والدارقطنی والبیہقی وغیرہم)

" میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کی بعد رفع یدین کرتے "

اس حدیث کو امام بخاریؒ 'مسلمؒ 'ترمذیؒ 'ابوداؤدؒ 'نسائیؒ 'ابن ماجہؒ 'امام مالکؒ 'امام محمدؒ 'دارقطنیؒ 'دارمیؒ 'اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

اور یہ اس پایہ کی حدیث ہے کہ امام بخاریؒ کے استاد امام علی بن المدینی اس کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں : **هذا الحديث حجة على الخلق كل من سمعه فعليه ان يعمل به** لانه ليس فی اسناده شی کہ یہ حدیث پوری دنیا پر حجت ہے ' ہر وہ شخص جس کو اس حدیث کا علم ہو گیا اس پر واجب ہے کہ وہ اس حدیث پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی جرح قدح نہیں (تلخیص **الحبیر** لابن حجر صفحہ ۸۱ دہلی) .

دوسری روایت میں ہے ۔ مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں :

ان رسول الله صلى الله عليه كان اذا كبر رفع يديه حتى يحازى بهما اذنيه واذا ركع رفع يديه حتى يحازى بهما اذنيه واذا رفع راسه من الركوع فقال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذلك ۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے اور اسی رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے " اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس حدیث کے ایک اور راوی حضرت ابو قلابہؒ نے جو بلند مرتبہ تابعی تھے صحابی رسول حضرت ملک بن الحویرث کو نماز میں دیکھا کہ وہ تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ۔ اور پھر نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے (حضرت مالک بن الحویرث) سے فرمایا : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل هكذا " کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح رفع یدین فرمایا کرتے تھے ۔ یہ حدیث بھی مسلم شریف میں موجود ہے ۔

اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے خلیفہ الرسول صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھی تو حضرت صدیق نے تکبیر تحریمہ اور رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ :

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع (اخرجہ البیہقی فی سننہ وقال رجالہ ثقات)

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ افتتاح نماز اور رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین فرمایا کرتے تھے اس روایت کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور اسی طرح خلیفہ رابع حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قام الی الصلوۃ المکتوبہ کبر ورفع یدیہ حذو منکبیہ و یصنع مثل ذلک اذا قضی قرائتہ واراد ان یرکع و یصنعہ اذا فرغ و رفع من الرکوع ولا یرفع یدیہ فی شی من صلاتہ وھو قاعد واذا قام من السجدتین رفع یدیہ کذلک و کبر (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز میں کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے ' اور کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ بلند فرماتے اور اسی طرح جب قرات مکمل فرما لیتے اور رکوع میں جانا چاہتے تو رفع یدین فرماتے اور رکوع سے فارغ ہو کر سر اٹھاتے تو پھر رفع یدین فرماتے اور اس کے علاوہ دیگر حالتوں میں رفع یدین نہ فرماتے اور جب دو رکعتوں کے بعد تشہد فرما کر اٹھتے تو اس وقت بھی رفع یدین فرماتے ' امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (تلخیص)

اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا کبر رفع یدیہ قال ثم التحف ثم اخذ شمالہ بیمینہ وادخل یدیہ فی ثوبہ قال فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھا واذا اراد ان یرفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ (رواہ ابوداؤد والنسائی)

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ اللہ اکبر کہتے تو رفع یدین فرماتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے اور چادر کے اندر کر لیتے، پھر رکوع سے اٹھ کر رفع یدین کرتے۔

یہ ہیں احادیث رفع یدین کی جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خود خواجہ یثرب و والی بطحاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ رفع یدین فرمایا کرتے تھے اور جس کو مولانا عثمانی صرف اہلحدیث کی مخالفت کی بنا پر منافی قرآن بتلانے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ

عشق کاریست کہ بے آہ و فغان نیز کنند

اور نہیں جانتے کہ جس قدر احادیث مسئلہ رفع الیدین میں موجود ہیں۔ اس قدر شاید ہی کسی مسئلہ میں ہوں، اور بعض علماء کے نزدیک تو احادیث رفع یدین حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص میں امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جس قدر احادیث رفع یدین کے بارہ میں آئی ہیں اس قدر کسی اور مسئلہ میں نہیں (تلخیص) لیکن۔

افسوس تم کو میرے صحبت نہیں رہی

اور امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے تو ایک مستقل رسالہ جزء رفع الیدین کے نام سے تحریر فرمایا جس میں تقریبا انیس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے کہ ان سے صراحتا مروی ہے کہ وہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور ان صحابہ میں فاروق اعظم، حیدر کرار، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس بن مالک، ابن عم رسول اللہ رسول اللہ عبد اللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے لوگ بھی موجود ہیں (جاری ہے)